© rasailojaraid.com

کے متعین کرنے کا اس لیے ہمیں اگر یہاں اس موضوع پر قلم اٹھانا ہے تو مقصد اپنے دائرۂ حلقہ میں رہ کر اصلاح و صحیح تربیت کے لئے ان نقائص کی نشان دہی کرنا ہے۔ جسکے جاری و ساری رہتے ہوئے قوموں کی تباہی و بربادی ایک کھلی حقیقت کی غمازی کرتی ہے۔ وہ ملک اور قوم زیادہ دن تک نہیں قائم رہ سکتے ہیں جو ان حرکات و روش پر گامزن ہیں۔ لہٰذا جو قومیں اور ملک اپنے کو کامیاب و کامران بنانا چاہتے ہیں انہیں جلد سے جلد اپنے اندر سے ان نقائص کا سدِ باب کر ہی لینا ہوگا۔

۱۹۹۶ء میں ہندوستان کی پارلیمنٹ کے الیکشن کی آمد آمد ہے جس کے لئے ہر پارٹی کوشاں ہے کہ کسی طرح پارلیمنٹ میں اپنی اکثریت حاصل کرکے وہ حکمرانی کے لئے گدی پر براجمان ہو جائے۔ اس کے لئے اسے ہر طرح کے پاپڑ بیلنے کے لئے اپنی ہنرمندی کے کرتب دکھانے ہیں تاکہ عوام ان پر اپنے اعتماد کی مہر ثبت کردیں۔ ۱۹۸۹ء کے پارلیمنٹری انتخاب کے موقع پر ہندوستان کی سیاسی جماعتوں کے پاس بابری مسجد / رام جنم بھومی کا دل فریب مدعا تھا کسی پارٹی کے لائحہ عمل میں بابری مسجد کو بچانا تھا اور کسی دیگر پارٹی کا الیکشن مینوفیسٹو میں بابری مسجد کی جگہ رام جنم بھومی کی تعمیر کا وعدہ کیا گیا تھا۔

لیکن ۸۹ء میں جو پارلیمنٹری الیکشن ہوئے اس میں کوئی بھی پارٹی پارلیمنٹ میں مکمل اکثریت تک نہ پہونچ سکی۔ جسکے نتیجہ میں کچھ پارٹیوں کی حمایت سے جو پارٹی حکومت بنا سکی وہ اپنی پانچ سالہ مدت پوری نہ کر سکی۔ جلد ہی وہ دوسری پارٹیوں کی حمایت واپس لئے جانے کیوجہ سے ختم ہوگئی اس کے بعد جو الیکشن ہوئے گو اسمیں بھی کسی ایک پارٹی کو مکمل ترین اکثریت حاصل نہ ہو سکی مگر کسی قدر کمی کو پورا کرتے ہوئے کانگریس پارٹی پارلیمنٹ میں اپنے بل بوتے پر حکمراں پارٹی بن گئی اور اس کو کسی نہ کسی طرح ۵ سال اپنی حکومت چلانے کا موقع بھی نصیب رہا۔ اس درمیان میں سیاسی حالات دگرگوں رہے مگر پھر بھی حکومت چلتی رہی اور وزیر اعظم نرسمہا راؤ کانگریس کی پانچ سالہ حکومت چلانے کے قائد وزیر اعظم بنے رہے۔ مگر ۹۶ء میں کیا ہوگا کس پارٹی کو پارلیمنٹ میں اکثریت ملے گی یا کس کو نہیں۔ اس کے متعلق وثوق سے کچھ نہیں کہا جا سکتا ہے ویسے

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

ماہرین الیکشن تو یہ بھی کہتے ہیں کہ ۱۹۹۶ء کے پارلیمنٹری انتخاب کے بعد پارلیمنٹ میں پارٹیوں کی کامیابی کی جو تصویر دکھائی دے رہی ہے اس کے پیش نظر کوئی ایک پارٹی بھی اس حیثیت میں نہ ہو سکے گی کہ وہ اپنے اکیلے بل بوتے پر حکومت بنا سکے۔ اگر یہ صورت حال ہوئی تو یقیناً یہ بات افسوسناک ہوگی۔ انتخاب پر جس قدر روپیہ خرچ ہوتا ہے اس سے عوام الناس کے لئے روزگار فراہم کرنے کے لئے کتنی ہی انڈسٹریاں کارخانے اور رہنے کے لئے مکانات تعمیر ہو جائیں انتخاب پر اتنا روپیہ خرچ ہونے کے باوجود بھی وہ کچھ نہ حاصل ہو سکے جس کے لئے اتنا روپیہ و وقت صرف کیا گیا تو پھر لوگوں میں انتخابات کے بارے میں جو جوش و ولولہ امنگ ہے وہ ختم ہو جائے گا۔ اور یہ بات ہندوستان جیسے عظیم جمہوری ملک کے لئے کوئی اچھی بات نہ ہوگی۔

اب یہ ۱۹۹۶ء کے پارلیمنٹری الیکشن ہی کی تو تیاری ہے کہ ہندوستان کی سیاست کے افق پر کچھ ایسے واقعات رونما ہونے شروع ہو گئے ہیں جو عوام کی توجہ و دلچسپی کے مرکز ثابت ہوئے۔ بھارتیہ جنتا پارٹی کی معاون و مددگار غیر سیاسی جماعت وشو ہندو پریشد کی طرف سے متھرا و کاشی کی مکتی کے لئے لنگر لنگوٹ کس کر طوفان انگیز طریقہ سے متحرک ہو جانا، اور اس کے لئے جگہ جگہ پڑاؤ اور رتھ یاترا کر کے ووٹروں کے ذہن کو بنانے کی تیاری میں جٹ جانا۔ لیکن مقام شکر ہے کہ ابھی یہاں مسلمانوں کا جوش و خروش جو اس موقع پر بالکل ہی غلط اور بیجا تھا دیکھنے کو نہیں ملا اور نہ تو "متھرا و کاشی کی مکتی" کا نعرہ ہندوستانی سیاست میں غضب کا ہیجان پیدا کر دیتا اور پھر بھارتیہ جنتا پارٹی کی معاون وشو ہندو پریشد کو کمال عروج کامیابی نصیب ہوتی اور اس طرح ۱۹۹۶ء بھارتیہ جنتا پارٹی کا پارلیمنٹری انتخاب کا معرکہ سر کرنا کوئی مشکل مرحلہ ثابت نہ ہوتا۔ کانگریس انتخاب جیتنے کے لئے کیا حکمت عملی اپناتی ہے اس کی تصویر ابھی صاف نہیں دکھائی دے رہی ہے۔ اغلب ہے اس کی حکمت عملی میں اقلیتوں کے لئے دل خوش کن وعدوں، تسلیاں، اردو کو اس کا جائز حق بابری مسجد کے لئے لبھانے والی باتوں ہی کی بھرمار ہوگی، کیونکہ اسے معلوم ہے کہ اقلیتوں کو اتنی سمجھ قطعاً نہیں ہے کہ وہ کانگریس کی طویل حکمرانی کے ریکارڈ میں اقلیتوں کے ساتھ رعائتیں نہیں بلکہ صرف

© rasailojaraid.com